رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹

فاروق

قادیان

قیمت فی پرچہ ۱/

انڈیا سے باہر پانچ روپیہ (شہ)

جلد ۱۳ | قادیان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۹ء مطابق ۳ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضل خدا بخیریت ہیں۔ اور راجپور سٹیٹ معرفت بھیرہ چیچی سے بعافیت رونق افزائے دارالامان ہوئے۔ پھر اگلے دن واپسی تشریف لے گئے۔

(۲) دارالامان میں ۲ فروری بروز منگل کا پہلا روزہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس بابرکت مہینے میں تمام احمدی قوم کو اپنے تقرب کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۳) طالبات احمدیہ گرلز سکول کا مڈل کا امتحان ہو چکا ہے۔ جیسا کہ پچھلی اشاعت میں لکھا گیا تھا۔ اس امتحان میں ۸ گرلز سکول کی اور ۴ پرائیویٹ طور پر امتحان دینے کے لئے کل ۱۲ لڑکیاں شامل ہوئیں۔ احباب ان سب کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(۴) فاروق کی اگلی اشاعت سے "افغانستان اور امان اللہ خاں" کی موجودہ شورش و بغاوت کے متعلق ایک زبردست سلسلہ مضامین کا انشاء اللہ نکلنا شروع ہوگا۔ جو امید ہے۔ کہ ناظرین فاروق کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔

رباعیات صادق

اک اولوالعزم ہادی ہیں محمود
مظہر الحق والعلاء۔ موعود
حسن و احساں میں ہیں نظیرِ مسیح
بے عدو آپ کا مثیل یہود

وہ جو پیغام جنگ دیتے ہیں
غضب اللہ مول لیتے ہیں
کرتے ہیں اہلبیت کی توہین
شمر ملعوں کے انڈے سیتے ہیں

نام کا احمدی مگر پولوس
بندۂ نفس زاہد سالوس
سارے اپنے کمال دکھلا کر
ہارا محمود سے ہوا مایوس

بہ مقولہ تھا ایک مرتد کا
رسم ہے لنڈن میں نام احمد کا
حق نے اس کو بنا دیا جھوٹا
اب نہیں زہرہ رد اور گد کا

روسیاہوں کی ناک بیٹھ گئی
جو اڑائی تھی خاک بیٹھ گئی
حوصلے پست ہو گئے ان کے
احمدیت کی دھاک بیٹھ گئی

مومن اینجا چرا نیا سانید
بزم ہر سال چوں نیارایند
ہر کجا چشمۂ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

بت شکن ہے جو حضرت محمود
بھیجتے ہیں فرشتے ان پہ درود
ہیں وہ اک جانشین ابراہیم
ان کے اعدا ہیں دوست کے نمرود

(مسعود احمد ضادق چین آبادی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کی خبریں

(✻)

افغانستان میں جو بغاوت اور بے چینی پھیل رہی ہے اس کے متعلق جس قدر غلط اور بے بنیاد خبروں کے ڈھیر اخباروں میں نظر آتے ہیں۔ وہ سب بدھنی کی ڈکاریں ہیں۔ صحیح صرف اس قدر ہے۔ کہ امان اللہ خاں قندھار میں اور بچہ سقہ کابل میں اور علی احمد جان جلال آباد میں حکمران ہیں۔ اور شاہ قندھار فتح کابل کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ فوج جمع ہو رہی ہے۔ برفباری ختم ہوئی اور معاً کابل پر حملہ ہو جائیگا بچہ سقہ اس سے غافل نہیں وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ اور جو کچھ مال و دولت اس کو جس جگہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اخراجات جنگ کے لئے اپنے قبضہ میں کسی خاص جگہ محفوظ کر رہا ہے۔ رعایا کابل اس کی حکمرانی پر خوش نہیں۔ ہر طرح اس کی امداد پر آمادہ ہے۔ جو جنگ کابل میں ہونے والی ہے۔ وہ خطرناک نتائج پیدا کریگی۔ اور معلوم نہیں کہ انجام کس کے حق میں کامیابی کا ہو۔ ہندو اخبار جو کابل کے ہندوؤں پر تشدد اور جزیہ وغیرہ لگانے کی افواہیں اڑا رہے ہیں۔ وہ محض ایک پروپیگنڈا ہے۔ اور امان اللہ خاں کے حق میں جس لطف و مہربانی کا وہ اظہار کر رہے ہیں۔ صرف گورنمنٹ برطانیہ کی دشمنی اور اسلام سے بغض و کینہ کی بنا پر ہے۔ جس کے اندر سوائے خود غرضی کے حقیقت مطلق نہیں۔ امان اللہ خاں جب تک خدا کے حضور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے نادم نہ ہوئے۔ آسمانی نصرت اس کے ساتھ نہ ہوگی اس نے اسلامی شعار کی تحقیر کی۔ اور مغربی تمدن کی نمائشی تہذیب کی توقیر۔ اس لئے وہ خدا کے حضور قصوروار ہے۔ اس کو ٹھنڈا کر کے کھانا چاہیئے تھا۔ اور اسلامی شعائر کو پیش نظر رکھ کر قدم بڑھانا مناسب تھا۔ اس کی جلد بازی اور سوءِ فہمی اور ہتک شعائر اللہ نے اس کو یہ روز بد دکھایا۔ کہ بیٹھے بٹھائے مصیبت میں پھنسایا۔ تخت سے گرایا۔ وطن سے نکلوایا۔ خانماں آوارہ کرایا۔ رعایا کو دشمن بنایا۔ ابھی معلوم نہیں آئندہ کیا ہو؟ اللہ تعالےٰ رحم کرے اور اس کے قصوروں کو معاف فرماوے۔ اگلے پرچہ میں افغانستان اور امان اللہ خاں کے متعلق ایک زبردست مضمون انشاء اللہ نکلے گا۔

گورنمنٹ برطانیہ اور افغانستان۔ افغانستان کی موجودہ ہلچل کو بعض دشمنان قوم وملک وسلطنت برٹش حکومت کی سازش کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ جس سے بڑھ کوئی بیہودہ گوئی اور بے حیائی ہو نہیں سکتی۔ گورنمنٹ انڈیا اور پارلیمنٹ لنڈن نے صاف اور کھلے الفاظ میں اعلانات کر دیئے ہیں۔ کہ برطانیہ حکومت کا اس شورش سے ایک چاول بھر بھی علانیہ یا خفیہ تعلق نہیں ہے۔ اور نہ برطانی گورنمنٹ افغانستان کے معاملات اندرونی میں کسی قسم کی مداخلت کرنا چاہتی ہے۔

ایک آریہ کو سزاء قید۔ یو۔ پی کے لگبیر دیال آریہ نے اپنی آرین ذہنیت سے مجبور ہو کر ایک رسالہ "چند مسلمانوں کی حرکتیں" نام کا شائع کیا تھا۔ جس پر زیر دفعہ ۱۵۳ الف اس کو گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کان پور کی عدالت میں پیش کیا۔ مجسٹریٹ نے بعد ثبوت جرم آریہ مہاشہ کو ۹ ماہ کے لئے سرکاری مہمان خانہ میں قید سخت دیگر داخل کر دیا۔ اللھم زد فزد۔

فلسطین کی چٹھی

ایک احمدی کا ایک مشہور شیخ کو جواب

فلسطین میں سب سے پہلے برادرم ابو فوزی محمد خلیل سلسلہ میں داخل ہوئے نہایت مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں۔ ان کی تبلیغ سے ان کے دو اور رشتہ دار بھی سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ چند دن ہوئے۔ کہ مشہور شیخ نے اسے احمدیت کو چھوڑنے کی نصیحت کی۔ اور دورانِ گفتگو میں اس سے دریافت کیا۔ کہ تمہیں احمدیت کے اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اس نے کہا۔ ایک فائدہ تو یہ ہوا۔ کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ گئے۔ مثلاً میں ہوں۔ اگر ضرورت پیش آئے۔ تو ہر چھوٹے بڑے احمدی کے لئے اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار رہوں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا۔ کہ پہلے میں جیسا کہ تمہیں علم ہے۔ شراب پیتا تھا۔ اور ہر قسم کی بدکاریوں میں مبتلا تھا مگر احمدیت کا ہی یہ کرشمہ ہے۔ کہ اس نے مجھ سے یہ سب خبیث عادات چھڑوا دیں۔ اب میں باقاعدہ پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں۔ اس نے کہا۔ تمہارا شراب پینا۔ زنا کرنا اور ہر قسم کے عیب والے کام کر لینا احمدیت اختیار کر لینے سے بہتر ہے۔ کیونکہ ان سے تو تمہاری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ مگر اس سے نہیں۔ کیونکہ یہ تو شرک ہے۔ اس لئے کہ تم آنحضرت صلعم کے بعد نبی مانتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہم کوئی نئی شریعت والا نبی تو نہیں مانتے۔ البتہ نبوت ایک نعمت ہے۔ کیا تم خدا تعالےٰ کی رحمت کا دروازہ بند کرنا چاہتے ہو۔ اور یہ بات کہ اگر میں پہلے جیسے خبیث اعمال کرنے لگ جاؤں۔ تو خدا میری توبہ قبول کرے گا۔ مجھے ان کی طرف لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے مجھے ان سے احمدیت کے ذریعہ توبہ کا موقع دیدیا۔ تب وہ دوسرے شخص کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ دیکھا میں نے تو نہیں پہلے ہی کہا تھا۔ کہ جو اس ہندی کے پاس جاتا ہے۔ اس کی بات کو مان لیتا ہے۔ وہ کبھی دوسرے کی بات نہیں مانتا۔ اس کو نصیحت کرنا بیانہ کرنا ایک سی بات ہے۔ میں نے کہا بالکل صحیح۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم۔

(مولوی) جلال الدین شمس احمدی از حیفا

ماہ رمضان مبارک

ثواب کمانے کا بہترین موقع ہے۔ آپ نے فاروق پڑھنے کے لئے ابھی تک کوئی خریدار نہیں دیا۔ اس لئے آج ہی ایک خریدار فاروق کا عطا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

منیجر فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۹ء

یہودی حسن

امرتسری رند کا اکیسواں فرار

رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

یہ شعر امرت سری رند میاں ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے ایسا حسب حال ہے۔ کہ بار بار ہمارا دل اس کی شان میں یہی شعر لکھنا پسند کرتا ہے۔ میں نے ثنائی فرار کے سارے سوراخ بند کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ مگر یہ ایسا سوسمار ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی راستہ بھاگنے کا نکال ہی لیتا ہے۔ خواہ اس راستہ میں اس کی دُم پھنس رہے۔ مگر سر ضرور باہر نکال لیتا ہے۔ ہم نے فاروق مورخہ ۴ جنوری ۲۹ء میں امرت سری رند کی پارسائی کے عنوان سے ایک ناقابل تردید مضمون اوس اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۲۸ء کے متعلق جس کو ثناء اللہ ہمیشہ "آخری فیصلہ" لکھا کرتا ہے۔ امرت سری کی ہدایت کے واسطے لکھا۔ گو اس سے پہلے بفضلہ تعالےٰ اس خصوص میں میں اس قدر لکھ چکا ہوں۔ کہ امرت سری رند اپنے سارے علم و فضل کو بھی خرچ کر دے۔ تو اس کے جواب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک اس نے ہماری کسی دلیل کو منقولی و معقولی طور سے رد کر کے نہیں دکھایا۔ لیکن ۱۴ جنوری کے فاروق والا مضمون مختصر مگر نہایت جامع جو ۱۵ اپریل ۲۸ء والے اشتہار کے متعلق تھا۔ اس کو تو امرت سری نے چھوا نہیں کیونکہ یہ کانٹا کوئی معمولی کانٹا نہ تھا۔ بلکہ امرت سری رند کے لئے ایک جگر دوز کانٹا تھا۔ جو اس کے سینہ سے نکل کر جگر کے پار ہو گیا ہے۔ کہ وہ ہزار کوشش بھی اس کے نکالنے کی کرے تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اس نے اس جگر دوز تیر کی ٹیس سے ڈر کر نکالنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے اپنا دوسرا پہلو جو پہلے سے ہی چھدا ہوا ہے۔ یکم فروری ۱۹۲۹ء کے اہلحدیث میں سامنے کر دیا ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اس پہلو کو بھی ایسا توڑ دیتے ہیں۔ کہ اس کا باقی ہی کچھ نہ رہے۔ اس کے بعد وہ جس عضو بدن کو سامنے کرے گا۔ اس کا علاج بھی اس کے مناسب حال کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

ہمارا مطالبہ حلف

۱۴ فروری والے لایحل مضمون کے بعد ۲۱ جنوری کے فاروق میں صفحہ ۲ پر مولوی ثناء اللہ کو پچیس روپیہ انعام" کی سرخی سے ایک نہایت صاف اور آسان اور سیدھی راہ فیصلہ کے لئے یہ پیش کی تھی۔ کہ:۔

"کوئی تحریر حضرت مرزا صاحبؑ نے ایسی نہیں شائع کی۔ جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ اس دعا (مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل ۸۷ء) کی قبولیت کا خدا نے وعدہ کر لیا ہے۔ مگر یہ بھلا مانس (ثناء اللہ) ہمارے دلائل کی تردید تو کر نہیں سکتا۔ عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کے لئے یہی جھوٹ ہمیشہ بولتا اور لکھتا رہتا ہے۔ کہ:۔ **مرزا صاحبؑ کو اس دعا کی قبولیت کا الہام ہو گیا تھا۔** ہم کو اس سے انکار ہے کہ حضرت صاحبؑ کو اس دعا کے متعلق کوئی الہام قبل از دعا یا بعد از دعا ہوا ہو۔ مگر امرتسری پارسا کو زبانی اس پر اصرار ہے۔ کہ اس دعا کی قبولیت کا الہام مرزا صاحبؑ نے شائع کر دیا تھا۔ گو دل سے اس کو اقرار ہے۔ کہ کوئی الہام اس کے متعلق نہیں ہوا۔ اس لئے اب آخری صورت ہم ثناء اللہ کے سامنے یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ مندرجہ ذیل الفاظ میں حلف موکد بعذاب اپنے اخبار میں بلا کسی ایک لفظ کی کمی و بیشی کے شائع کر دے۔ **تو ہم بغیر کسی شرط کے مبلغ پچیس روپیہ نقد انعام اس کو دینگے۔**"

اس چیلنج کے نیچے ہم نے حلف کے الفاظ لکھدیئے تھے۔ جس کے مطابق اس سے حلف کا مطالبہ کیا تھا۔

امرت سری رند کی یہودیانہ تحریف

اس کے جواب میں تین ہی صورتیں ہونی چاہئیں تھیں اوّل یہ کہ وہ فوراً اپنے دعوے کے متعلق بحیثیت شاہد نہ کہ مدعی ہمارے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھا کر انعام موعودہ حاصل کرلے۔ دوم یا یہ کہ وہ ہمارے اس مطالبہ حلف کو بدلائل قویہ ناجائز ثابت کر کے انکار کر دے۔ تیسرے یا یہ کہ اپنی طرف سے کوئی معقول ترمیم پیش کر کے کچھ وقت تک حلف سے اپنے آپ کو بچالے۔ اس کے سوا جو راہ بھی وہ اختیار کرے۔ وہ حلف سے گریز اور جائز مطالبہ سے فرار کی صورت ہوگی۔ مگر ناظرین! آپ یہ معلوم کر کے حیران ہونگے۔ کہ ایک فضیلت کا مدعی۔ مناظرہ کا ماہر۔ علمی قابلیت کا دعویدار کس بھدّے طریق اور سوراخ تاریک سے دُم دبا کر بھاگنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ ہمارے جواب میں ہمارے مطالبہ کے اصل الفاظ کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے جھجکتا ہوا یہودیانہ تحریف کر کے اپنی یہودیت کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔ کہ ایڈیٹر فاروق نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ ہمارے پیش کردہ فقرات کاذبہ پر قسم کھائے۔ تو ہم اس کو مبلغ پچیس روپیہ انعام دینگے" فاروق ۲۱ جنوری ۲۹ء

دیکھو یہ کیسا غلیظ اور سیاہ جھوٹ ہے۔ کہ جتنے الفاظ امرت سری نے ہماری طرف منسوب کر کے ان کو اندر کامانہ نقل کر دیا ہے۔ وہ ہمارے سارے مضمون محولہ بالا میں کہیں بھی نہیں ہیں۔ فاروق کے اصل الفاظ ہم نے اوپر نقل کر دیئے ہیں۔ مگر خائن امرتسری نے رندانہ چال سے اصل الفاظ کو چھوڑ کر بددیانتی سے اپنی ایجاد سے الفاظ لکھکر ہماری جانب منسوب کر دیئے۔ اس سے زیادہ حماقت اور خیانت کیا ہوگی۔ اگر وہ کہے کہ فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مضمون کا مفہوم بطور خلاصہ اہلحدیث میں نقل کیا گیا ہے۔ تو اس پر کامے لگا کر اور انڈر لائن کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اپنے مضمون کے ساتھ اس کو ادا کرنا تھا۔ نہ کہ علیحدہ نمایاں کر کے نقل کرتا۔ پس اگر امرتسری رند واقعی اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے کہ:۔

"ہم مخالف کے کلام کو مخالف کے ہی الفاظ میں نقل کر کے جواب دیا کرتے ہیں"

تو اپنے خدمتگذار ایڈیٹر فاروق کے مضمون زیر جواب میں سے اگر فاروق کے یہ الفاظ دکھا دے۔ تو میں

خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں،

کہ تا حیات خود کبھی کوئی مضمون اس کے جواب میں آئندہ نہیں لکھوں گا۔ یہ پچیس روپیہ والے انعام بالا سے بھی بڑھ کر اس کو انعام دیتا ہوں۔ اور اگر وہ میرے الفاظ یہ نہ دکھا سکے تو پھر ڈوب کر مر جائے۔ اور آئندہ کبھی ابوالوفا نہ کہلائے۔ بلکہ ابوالکذب نام رکھائے۔ آگے ہمارے مطالبہ حلف سے اپنے گھناؤنے گریز کی حقیقت سن لے۔

امرتسری رند کا فرار

ہمارے مطالبہ حلف کے جواب میں امرت سری رند لکھتا ہے۔ کہ پچیس روپیہ انعام تھوڑا ہے۔ جس کو لینا ہم پسند نہیں کرتے۔

"ہاں ایک تجویز بتاتے ہیں۔ کہ آپ اس رقم کے ساتھ ایک اضافہ کرا دیں۔ تو ہم اسی رقم پر کفایت کر لیں گے۔ وہ یہ کہ اپنے خلیفہ قادیان کو میدان گفتگو میں لائیں۔ وہ خود نہ آئیں۔ تو آپ کو (آپ پر اعتماد نہ ہو تو کسی اور کو) اپنا وکیل بنا کر ہمارے سامنے پیش کریں۔ اس کا مساختہ پرداختہ منظور کرنے کا اعلان کریں۔ اتنا کرینگے تو ہم انعام میں ترقی نہیں چاہیں گے۔ بلکہ بادلِ ناخواستہ مبلغ پچیس ہی قبول کر لیں گے۔ پھر ہم اس فیصلہ والے مضمون پر بحث کرنا بھی منظور کر لیں گے۔ اور اگر قسم ہی پر آپ فیصلہ چاہینگے تو پنچوں کے سامنے جائز حلف بھی اٹھا لینگے"

یہ ہے ناظرین امرت سری کھوسٹ جرنیل کا ہماری حلف سے فرار۔ معلوم نہیں۔ کہ اس اضافہ کی غرض و غایت کیا ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی نفع تو آپ نے بتایا نہیں۔ میں نے آپ سے صرف حلف چاہی۔ اس کا معاوضہ بلا شرط فوراً مبلغ پچیس روپیہ دینا منظور کیا۔ اس کے لئے "اپنے خلیفہ قادیان" کو کس گفتگو کے میدان میں بلایا جاتا ہے؟ میں نے تو یہ انعام کسی گفتگو کے متعلق دینا نہیں لکھا۔ یہ تو صرف دو حرفی بات ہے۔ کہ میرے پیش کردہ الفاظ میں بلا کسی کمی و بیشی کے آپ اخبار اہلحدیث میں حلف شائع کر دیں۔ فوراً میں آپ کو انعام دیدونگا۔ نہ کسی خاص مقام پر آپ کو حلف اٹھانے کے لئے بلایا گیا ہے۔ نہ کسی گفتگو یا بحث مباحثہ کے لئے کہا گیا ہے۔ امرتسر اہلحدیث کے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہی حلف لکھکر شائع کرنے پر انعام دینا لکھا تھا۔ پھر کون سی غرض کے واسطے اس لایعنی اور بے معنی دعوت کی ضرورت پیش آئی۔ کہ "خلیفہ قادیان" کو میدان گفتگو میں لائیں۔ یہ مطالبہ آپ کا شاید اُس وقت کچھ حقیقت سمجھا جا سکتا۔ جبکہ آپ کو کسی مسئلہ مختلفہ میں مباحثہ یا گفتگو کی دعوت دی جاتی۔ نہ کہ محض مطالبہ حلف پر "خلیفہ قادیان" کو بلایا جائے۔ مولوی جی! کچھ تو ہوش کرو۔ کبھی تو عقل کی بات بولا کرو۔ کہیں تو سیدھے ہو کر چلا کرو۔ صرف مطالبہ حلف معینہ پر ہی کیوں ایسے حواس باختہ ہوئے کہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے۔ کیا پیرانہ سالی یا حیدرآباد سندھ والے مباحثہ آریہ کی شکست نے آپ کو مخبوط الحواس کر دیا ہے۔ کہ ایسی بے تکی بڑ ہانکنے لگے۔ بالآخر میں

دوبارہ چیلنج دیتا ہوں

کہ قائم الحواس ہو کر لکھو۔ کہ کیوں آپ میرے مطالبہ حلف پر طیار نہیں ہوتے۔ کیا آپ کا یہ دعویٰ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے "اس دعا کی قبولیت کا وعدہ بھی خدا کی طرف سے شائع کر دیا تھا"۔ کیا آپنے یہ نہیں لکھا کہ "مرزا صاحب کو اس دعا کی قبولیت کا الہام ہو گیا تھا"۔ کیا ہمارے پیش کردہ الفاظ حلف کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی کے خلاف ہیں جو ناجائز ہیں۔ جو آپ لکھتے ہیں کہ "پنچوں کے سامنے جائز حلف بھی اٹھا لینگے"۔ اور براہ مہربانی فاروق مورخہ ۱۴ر جنوری والے مضمون "امرت سری رند کی پارسائی" اور نیز فاروق مورخہ ۲۸ر جنوری کے صفحہ ۷ والے مضمون "مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر صداقت مسیح موعودؑ کی اقبالی ڈگری" کا جواب بھی دیں۔ تاکہ ہم بھی جانیں کہ آپ واقعی بڑے عالم اور فاضل اور فن مناظرہ کے ماہر اور سال خوردہ جرنیل اور شیر پنجاب ہیں۔ کیا آپ میں دم ہے۔ کہ آپ مطالبہ حلف کو منظور کرتے ہوئے ان ہر دو مضامین کا کوئی عالمانہ اور محققانہ جواب بھی دینگے؟ زمانہ خود دیکھے گا۔ کہ آپ زندہ ہیں یا مردہ بدست زندہ۔

ضرورت ہے

اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب احمدی حضرت مسیح موعودؑ کی سوانح حیات لکھنا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے انہیں مندرجہ ذیل امور کی ضرورت ہے۔

(۱) جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ اور بفضلہ تعالےٰ اس وقت زندہ ہوں براہ مہربانی وہ اپنے نام اس تفصیل کے ساتھ تحریر فرما کر منشی صاحب کے پاس بھیجدیں۔ نمبر شمار۔ نام معہ مفصل پتہ۔ تاریخ بیعت اس وقت عمر کس قدر ہے۔ ان کا تعلق قادیان کی جماعت سے ہے یا لاہوری جماعت سے؟

(۲) دوست اپنی جماعت کے ان لوگوں کی ایک فہرست بنا کر ان کے پاس بھیجدیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ اور اب فوت ہو چکے ہیں۔ اس تفصیل کے ساتھ۔ نمبر شمار۔ نام معہ سکونت وغیرہ تاریخ بیعت۔ تاریخ وفات۔ عمر بوقت وفات۔ کس جگہ دفن ہوئے۔ ان کا تعلق قادیان کی جماعت سے تھا یا لاہوری جماعت سے۔ جوابات اس پتہ پر بھیجیں۔

(منشی) حبیب الرحمٰن احمدی۔ موضع حاجی پور۔ ڈاکخانہ پھگواڑہ۔ ضلع جالندھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

اوندھی کھوپری کا ایڈیٹر

فاروق ۲۱؍ جنوری میں "اسلام کی بجائے ویدک دھرم" کے عنوان سے جو مضمون لکھا گیا تھا۔ اس میں "پرکاش" کے ایڈیٹر کی اس تجویز پر کہ۔ اسلام ٹرکی سے رخصت ہو رہا ہے۔ اس لئے ترکی میں ویدک دھرم کے لئے وسیع میدان کھل گیا ہے۔ آریہ سماج اگر "ستیارتھ پرکاش" کا ترجمہ فرانسیسی اور جرمنی میں کر کے وہاں پھیلائے تو ترک آریہ سماج کی طرف خود بخود کھنچے آئینگے۔ ہم نے بتایا تھا کہ بجائے "ستیارتھ پرکاش" جیسی بے معنی کتاب کے اصل ویدوں کی بھول بھلیاں کیوں ترجمہ کر کے دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ پھر ان ویدوں سے ایک منتر کا ترجمہ نقل کر کے ہم نے ایڈیٹر پرکاش سے دریافت کیا تھا کہ اس منتر کے اندر جو حقائق بھرے پڑے ہیں ذرا ان کو حل کر کے تو دکھاؤ۔ جس کی طرف ترکوں کو کشش ہوگی اس اصل بحث کو چھوڑ کر۔ پرکاش مورخہ ۳؍ فروری میں آپ وہ بات لکھتے ہیں۔ جس کا فاروق میں ذکر تک نہیں۔

اوندھی کھوپری کا ثبوت

چنانچہ پرکاش کے صفحہ ۱۰ پر دیانندی تہذیب کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ قادیانی چٹھیرا فاروق قادیانی تہذیب کا سچا ترجمان ہونے کی حیثیت سے پرکاش کے ایڈیٹر کو اوندھی کھوپری کا لکھتا ہے۔ اسلام کا ترکی سے رخصت ہونا پرکاش ہی نہیں کہتا سارا جہان کہتا ہے اگر اس کے متعلق کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ وہاں اسلام اپنی اسلامی شان کے ساتھ ہو رہا ہے جیسا کہ ہندوستان میں ویدک دھرم اپنی پوری شان سے جلوہ نما ہو رہا ہے) تو اوندھی کھوپری کا کوئی قادیانی ہی کہہ سکتا ہے۔ یہ ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا بے سر و پا۔ جس سے اس نے واقعی الٹی کھوپری والا ایڈیٹر ہونے کا بدیہی ثبوت دیدیا ہے۔ فاروق کے مضمون میں یہ تو ذکر ہی نہیں تھا۔ کہ ٹرکی سے اسلام رخصت ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا۔ اصل گفتگو سے گریز کر کے بجائے ویدمنتر پیش کردہ فاروق کی صداقت اور خوبی بیان کرنے کے دوسری جانب جانا دیانندی کھوپری کے ایڈیٹر کا ہی کام ہے نہ کسی صحیح الحواس انسان کا۔ پس مہاشہ کرشن پہلے اپنی کھوپری کسی احمدی ڈاکٹر سے اپریشن کرا کر سیدھی کرالیں۔ پھر احمدیوں کے کسی مضمون پر قلم اٹھایا کریں۔ ورنہ سوائے خفت اور رسوائی کے انہیں کچھ نہ حاصل ہوگا۔

رہا ہماری تہذیب کا رونا اس کے لئے ہم بارہا مفصل مضمون مع آریہ وغیر آریہ شہادتوں کے فاروق میں لکھ چکے ہیں۔ اور دیانندی تہذیب پر تمام مذاہب کا ماتم کرنا دکھا چکے ہیں۔ اگر آپ کو مزید شوق ہے تو ہم انشاء اللہ آرین تہذیب۔ ویدک تہذیب۔ دیانندی تہذیب کا فوٹو آپ کو پھر دکھا سکتے ہیں۔ جس کو دیکھکر آریوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے لیڈروں اور مہاشوں کو ایڈیٹر پرکاش کی سرکردگی میں اکٹھے کر کے دیانندی تہذیب پر نوحہ خوانی کریں۔ جس کا ان کے اپنے اور بیگانے عموماً اظہار کرتے رہتے ہیں۔

موجودہ وید محرف ہیں

اسی اوندھی کھوپری کے ایڈیٹر پرکاش نے کسی دوسرے ہم جنس کی قے چاٹ کر جہالت سے یہ لکھدیا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ موجودہ ویدوں کو خدا کا الہام اور ایشوری گیان مانتے ہیں پھر احمدیوں کو اپنے نبی کے خلاف ویدوں کے الہامی یا غیر الہامی ہونے پر مباحثات کرنے کا کیا حق ہے؟

ہم نے اس کے جواب میں فاروق مورخہ ۲۸؍ جنوری میں مفصل اور واضح طور پر لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب موجودہ ویدوں کے متعلق یہ ہے۔ کہ وہ محرف ہیں۔ اور ان کو خدا کا الہام کہنا خدا کی توہین ہے۔ اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر اگر مہاشہ کرشن کی کھوپری الٹی نہ ہوتی۔ تو وہ آئندہ موجودہ ویدوں کو حضرت مرزا صاحبؑ کا الہامی ماننا کبھی نہ لکھتا۔ مگر پھر اپنی اوندھی کھوپری سے لاچار ہو کر اسی پرکاش ۳؍ فروری میں ہمارے مضمون کے جواب سے عاجز ہو کر وہی جہالت دکھاتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"مرزا غلام احمد کا اقرار ہے کہ وید الہامی ہیں۔ پرکاش نے ان کا اقرار ان کے پیرو احمدیوں کے لئے شائع کر دیا۔ جو آئے دن ویدوں کے الہامی ہونے کے خلاف زبان کھولتے رہتے ہیں"

کیا اب بھی پرکاش کے ایڈیٹر کو اپنی کھوپری کے اوندھی ہونے کا یقین نہیں آیا۔ یہ کس قدر غلط بیانی بلکہ دروغ بیانی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے موجودہ ویدوں کو الہامی مانا ہے۔ اگر وہ سیدھی کھوپری کا انسان ہے۔ تو فاروق مورخہ ۲۸؍ جنوری کے مضمون "موجودہ وید الہامی نہیں" کا مدلل جواب تو دیکر دکھائے ورنہ پرکاش کی اندھیری کوٹھڑی میں دم گھٹ کر مر جائے کیونکہ فاروق کی گرفت ایسی نہیں۔ کہ جس میں آکر دشمن نکل جائے۔ اور جان بچائے۔

لو کرشن جی مہاراج دوبارہ پھر سن لو۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ موجودہ ویدوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) "موجودہ وید کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا اس پاک ذات کی توہین ہے"

(۲) "ہماری رائے یہ ہے۔ کہ یہ ایک محرف مبدل کتاب ہے"

(۳) "موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنے والی کتاب ہے"

(۴) "پس جس جگہ ہم وید کی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے۔ جو محرف مبدل ہے۔ نہ وہ اصلی وید جو کہ خدا کی طرف سے آیا تھا"

(۵) "موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ جس قدر غلطیاں مخلوق پرستوں کے اس کتاب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے" (چشمہ معرفت)

بولو پرکاش کے اوندھی کھوپری والے ایڈیٹر صاحب اب بھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

جناب مولوی محمد علی صاحب آخر بولے مگر اس بولنے سے چپ بھلی تھی

(۱)

میری مدت سے آرزو تھی۔ کہ "مسئلہ تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی" کے متعلق بجائے زید و بکر کی لاطائل کوششوں کے جناب مولوی محمد علی صاحب خود بھی کچھ زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماویں۔ تاکہ زائد مدعی سست اور گواہ چست" والا معاملہ نہ رہے۔ چنانچہ اسی موضوع پر میں نے بھی اور دوسرے دوستوں نے بھی مولانا موصوف کو توجہ دلانے کیلئے کئی مستفسرات وقتاً فوقتاً شائع کئے مگر کسی خاص مصلحت کے ماتحت جو "در گفتن نخواہد آید" کی مصداق ہے۔ مولانا موصوف کی طرف سے خاموشی ہی رہی۔ البتہ دو ایک مرتبہ غیر مبایعین کے نیم سرکاری نامہ نگاروں نے کافی سے زیادہ خامہ فرسائی کرکے مولانا ممدوح کا گھر پورا کرنے کی بے سود کوشش کی لیکن خدا کی شان ہوں ہوں مولانا موصوف کی صفائی کرتے توں توں خود ہی دلدل میں پھنستے جاتے۔ بلکہ اپنے ساتھ مولانا موصوف کو بھی پیچیدہ مشکلات میں مبتلا کرکے مصداق اس مصرعہ کا ہوتے رہے۔ کہ ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دعا کی

بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ ان کی سعی نامشکور مولانا موصوف کو یہ صدا دیتی تھی۔ کہ ؎

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبینگے

میری حسن ظنی کا تقاضا

آج کل میرے ایک دوست نے جب مجھے یہ خوشخبری پہنچائی۔ کہ مولانا موصوف اس ادق مسئلہ "تبدیلی عقائد" پر جمعہ کے روز خانہ خدا میں بحالت خطبہ منبر نبوی صلعم پر کھڑے ہو کر خود بولے ہیں۔ تو خدا جانتا ہے۔ کہ میری مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس لئے کہ مولانا موصوف سے مجھے بوجہ حسن عقیدت بخلاف اپنے دوستوں کے ابھی تک یہ حسن ظن ہے۔ کہ جس طرح ادنیٰ اخلاق کے انسان اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے کتر بیونت اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں مولانا موصوف اس طرح کرنے سے حتی الامکان احتراز کرتے ہونگے۔ کیونکہ اس قسم کے افعال شنیعہ ان لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ جو اخلاقی کمزوری کے پتلے اور دلائل کی رُو سے کمزور اور بودے ہونے کی وجہ سے "لا تقربوا الصلوٰۃ" اور "ویل للمصلین" وغیرہ جیسی آیات پر عمل کرنا اپنا دستور رکھتے ہیں۔ بنابریں مجھے یقین واثق ہوا۔ کہ اب مولانا المکرم نے مسئلہ ولادت مسیح کے اختلاف کی طرح مسئلہ نبوت مسیح موعود میں بھی حضرت مسیح موعودؑ سے اختلاف کا اعلان کرکے فرما دیا ہوگا۔ کہ زمانہ ایڈیٹری "ریویو آف ریلیجنز" میں جہاں جہاں بھی میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس "منہاج نبوت" پر پرکھنے کی تحریک کی ہے جس منہاج پر آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کو پرکھا جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد کے محدثین سیطین اور مجددین وغیرہ جیسے غیر حقیقی نبیوں کے منہاج پر پرکھنے کو ناجائز اور بُرا قرار دیا ہے۔ یہ سب میرا قول و فعل قابلِ ملامت اور نفرین ہے۔ اور خصوصاً ایسی صورت میں تو اور بھی یہ فعل سخت موجب ندامت ہے۔ کہ میں نے باوجود یہ جاننے کے کہ ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی عبدالحکیم لاہوری کو ایک اقرار نامہ لکھکر دیا تھا۔ جس میں یہ اقرار کیا تھا کہ:۔

"بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرماویں"

میں پھر بھی "ریویو آف ریلیجنز" میں حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی۔ رسول۔ پیغمبر آخر زماں۔ اس زمانہ کا نبی۔ منجی رسول وغیرہ لکھتا رہا۔ اور پھر ۱۹۱۳ء میں جو میں نے معہ اپنی آزاد خیال پارٹی کے اخبار "پیغام صلح" میں یہ اعلان شائع کیا تھا۔ کہ:۔

"ہم حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"

یہ سب اقرار اور اظہار محض دفع الوقتی کی خاطر کئے تھے ورنہ ہماری زبان اور دل ایک نہ تھے۔ اور یہ باتیں حضرت مسیح موعودؑ کے ۱۸۹۲ء والے اقرار نامہ متذکرہ صدر کے صریح خلاف تھیں۔ اور آج میں علیٰ رؤس الاشہاد علی الاعلان اس خانہ خدا میں منبر نبوی پر کھڑے ہو کر اپنے ان کبیرہ گناہوں کا صفائی سے اقرار کرتا ہوا "تبدیلی عقائد" کا بپتسمہ لیتا ہوں۔ یہ تھا میرے حسن ظن کا تقاضا جسکی میں آپ سے امید رکھتا تھا ؎

میری حیرت

مگر مولانا و مکرمنا! میری حیرت اور استعجاب کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ میں نے "پیغام صلح" مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۹ء میں آپ کا خطبہ جمعہ پڑھا جس میں ایسے مقدس مقام پر کھڑے ہو کر (غالباً مقدس کلام بھی ہاتھ میں لئے ہونگے) جمعہ جیسے مقدس دن میں ایسی دور از کار اور تحریف سے پُر باتیں آپ کی طرف بیان شدہ منسوب کی گئی ہیں۔ جن کو بیان کرتے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ کیونکہ دوست مجھے کہیں گے۔ کہ ایسے شخص کے متعلق تم حسن اعتقاد رکھتے ہو۔ جو بات بات میں جھوٹ اور افتراء اور بات بات میں پہلی قوموں کی تحریف پر بھی گوئے سبقت لے گیا ہے۔ مگر نہیں۔ حسن ظنی کا ثواب میں اب بھی نہیں گنواتا۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ مولانا موصوف کو ان کے نادان دوستوں نے غلط حوالہ جات اور ناقص عبارات پیش کرکے داد اخلاص لی ہے ؎

تحریف کی مثال

مثال کے طور پر سنئے۔ اس خطبہ جمعہ میں آپ کی طرف منسوب کرکے یہ لکھا گیا ہے۔ کہ "آپ نے فرمایا۔ کہ میاں صاحب (حضرت خلیفۃ ثانی) نے لکھا ہے کہ "یہ ایک بڑا نشان ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد تیرہ سو سال تک کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا" (تشحیذ ۱۹۱۰ء) لیکن مکمل حوالہ جو اصل ہے۔ اس کو اگر پورا نقل کر دیا جاتا۔ تو غالباً آپ پر تحریف اور خیانت کا الزام لگانے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی۔ گو آپ کا مدعا جو ناقص حوالہ لکھنے سے حاصل ہوتا تھا وہ حاصل نہ ہوتا۔ مگر تحریف کے الزام سے آپ کا دامن پاک رہتا۔ دیکھئے مولانا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکمل حوالہ اس طرح ہے۔ کہ :۔

"آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد اب کوئی شخص نہیں آئیگا۔ کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔ اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے۔ اور نئی شریعت جاری کردے"

فرمایئے مولانا! آپ کے بیان کردہ حوالہ میں اور ہمارے پیش کردہ اصلی مکمل حوالہ میں کتنا فرق ہے۔ حالانکہ اسی حوالہ کے متعلق میں ایک مفصل مضمون فاروق مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۸ء میں حوالہ قلم کرچکا ہوں۔ کاش! کوئی دانا دوست یعنی مبایعین میں سے کوئی صاحب وہ اخبار ہی مولانا موصوف کی خدمت میں پیش کردیتے۔ تو آج مولانا ممدوح کو اس طرح ندامت نہ اٹھانی پڑتی ؛

تنکوں کا سہارا

ناظرین! اس ایک ہی حوالہ سے مولانا موصوف کی صدق بیانی اور دیانتداری کا آپ قیاس کرسکتے ہیں۔ پھر اسی خطبہ میں جناب مولانا نے اپنے ڈیفنس کو معقول رنگ میں پیش نہ کرنے کی وجہ سے الزامی طور پر مفتی صاحب مولوی سید سرور شاہ صاحب وغیرہ کی کسی سابقہ تحریرات کا پرانا ڈھکوسلا پیش کیا ہے۔ اوّل تو مولانا موصوف نے اپنے خطبہ میں ان کے حوالے نہیں بتائے۔ صرف اشارہ ہی فرمایا ہے۔ اور تشحیذ کے حوالہ نے چونکہ مولانا موصوف کا (گستاخی معاف) اعتبار بالکل کھو دیا ہے۔ اس لئے بغیر نشان حوالہ جات ہمیں آپ کی صدق مقالی پر یقین کیسے ہو۔ مگر بطور تنزل ہم مان لیتے ہیں۔ کہ ان بزرگوں نے اپنا عقیدہ بیان کرنے میں کمزور بیانی دکھائی۔ اور اب وہ تائب ہیں۔ اور انکے مقابلہ میں آپ کے بزرگ مرحوم مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے "حیات الانبیاء فی وفات الانبیاء" کے مضمون مندرجہ ریویو ۰۸ء میں وہ زور بیانی دکھائی۔ جو ان کمزور بیان بزرگوں کی ساری کمزوری پر غلبہ پاگئی گویا بیلنس نہ صرف برابر ہوا۔ بلکہ اس زور بیانی نے ہمارے کمزور بیانوں کا پلڑا آسمان تک اونچا کردیا۔ پس بفرض محال اگر ہمارے مفتی صاحب اور سید صاحب وغیرہ نے آپ کے خیال میں کسی موقعہ پر آپ کے موجودہ عقائد کی تائید میں کچھ فرمایا ہو۔ تو اس سے وہ بیزار ہیں۔ اور اپنا وہی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ جو جناب مولانا محمد علی صاحب! آپ قادیانی لائف کے آخری ایام تک ظاہر کرتے رہے۔ اس لئے آپ تنکوں کا سہارا لے کر ڈوبنے سے بچنے کی ناحق کوشش کرتے ہیں۔

مولوی محمد علی کا فرض

جناب مولانا امیر قوم بجائے اس کے کہ آپ اپنی مابسق تحریرات کی احسن طور پر تاویل کرکے "تبدیلی عقائد" کی گتھی کو سلجھاتے یا "ولادت مسیح بابا پ" کے عقیدہ کی طرح بلاخوف لومۃ لائم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اپنے عقیدہ "نبوت و رسالت" کا اعلان کرتے اُلٹے آپ اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کبھی آپ کہتے ہیں۔ کہ فلاں زید نے یوں کہا اور فلاں بکر نے یوں کہا۔ کیا ایسا کہنے سے تبدیلی عقائد کا پیالہ ٹل سکتا ہے؟ مولوی جی! زید بکر نے تو یہ کہیں نہیں لکھا ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ سبطین اور خلفاء اور اولیاء کرام کی طرح ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم سے پہلے انبیاء کی طرح نہیں ہیں۔ مگر اے امیر قوم اور میرے محترم آپ نے تو نہ ایک بار بلکہ متعدد مرتبہ "ریویو" میں یہ زیب رقم فرمایا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نبی و رسول ہیں۔ اور موسیٰ و عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء کیطرح نبی و رسول ہیں۔ خلفاء کرام۔ سبطین اور اولیاء عظام اور محدثین کی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کو سمجھنے والا تو صریح غلطی پر ہے۔ پس اس مرکزی نقطہ سے "امیر ایدہ اللہ" کا اِدھر اُدھر جانا جو کچھ ظاہر کرتا ہے۔ وہ آپ کا دل ہی جانتا ہے۔ جس کو آپ کی زبان بیان کرنے سے قاصر ہے ؛

مسیح موعود کے اقرارنامہ کی حقیقت

اس مرکزی نقطہ کے عرض کرنے کے بعد اب میں حضرت مسیح موعودؑ کے اقرارنامہ کو لیتا ہوں۔ جس کو آنمخدوم دام ظلکم نے بڑے شدومد سے پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق جہاں تک خدا نے مجھے سمجھایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اوّل تو یہ اقرارنامہ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے۔ جس کے بعد حضرت اقدسؑ نے ۱۹۰۱ء میں آپ جیسے آئندہ "تبدیلی عقیدہ" کرنے والے دوستوں کی غلطی کا ازالہ لکھا۔ جس میں حضرت صاحبؑ نے اپنے تئیں ویسا نبی ظاہر کیا۔ جیسا آپ "ریویو جلد پنجم صفحہ ۱۸۶" میں فرما چکے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ :۔

(۱) "آنحضرتؐ کے بعد خداوند تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کردیئے۔ مگر آپ کے متبعین کیلئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا" صفحہ ۱۸۶ سطر ۳ و ۴

(۲) "آنحضرتؐ کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں روکتی۔ البتہ آپؐ کے بعد شریعت کوئی نہیں آسکتی" (سطر ۹) ؛

یہ ان مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ ہے جو ۱۹۰۶ء میں قادیان میں رہتے اور ریویو کی ایڈیٹری کرتے تھے اسی کے مطابق حضرت میاں صاحب میرزا البشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الصمد بھی تشحیذ الاذہان ۱۹۱۰ء میں لکھ چکے ہیں۔ کہ :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد اب کوئی شخص نہیں آئیگا۔ کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جاوے۔ اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے۔ اور نئی شریعت جاری کردے"

پھر ان ہر دو مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو اور حضرت میاں صاحب والے مندرجہ بالا حوالہ جات کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس طرح فرماتے ہیں۔ کہ :۔

"شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

اب ان تین بزرگوں یعنی مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو اور حضرت میاں صاحب ایدہ اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور بالمقابل ایک چوتھے بزرگ اٹھے ہیں۔ جو "النبوۃ فی الاسلام" کے صفحہ ۱۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :۔

(۱) "نبوت کا دروازہ ہرگز اس امت میں کھلا نہیں یعنی آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) "دوم جو شخص اس نبوت امت میں دعوے نبوت کرے۔ وہ کذاب ہے"

(۳) "سوم نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں"

مولوی محمد علی صاحب سے استفسار ۶

اب اے میرے مکرم و معظم مولوی محمد علی صاحب میں آپ سے ان نیک ارادوں کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں۔ جن کو مدنظر رکھکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو اپنے ایک مشہور "کشف" میں مخاطب فرمایا تھا۔ کہ آپ خدا گنتی کہیں۔ کہ اتنے بڑے تین معتبر گواہوں کے متفقہ بیان کو چھوڑ کر ایک غیر معتبر گواہ کی بات کو کس طرح کثرت رائے پر ترجیح دیں۔ کیا اس قسم کی ترجیح بلا مرجح دینے سے لوگ ہمیں خلل دماغ کا بیمار نہ سمجھیں گے۔ پھر اس کثرت رائے کی بنا پر ۱۸۹۲ء والے اقرار نامہ کو ہم نے یہی سمجھا کہ۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معاہدہ کے وقت باوجود اپنے تئیں نبی اور رسول یقین رکھنے کے فریق ثانی کے احساسات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے نام "محمد" کے ساتھ لفظ "رسول اللہ" کے کاٹنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اور حکم دیا تھا۔ کہ اس کو کاٹ دو۔ اسی طرح اور بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود کو عبدالحکیم لاہوری کے اقرار نامہ میں یہ الفاظ لکھنے کی ضرورت پڑی کہ "بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرماویں"

کاٹ دو کے ساتھ مقابلہ

عقلمند ناظرین۔ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ "سمجھ لیں" اور "کاٹا ہوا خیال فرماویں" کے انداز سے بخوبی جان لیں گے۔ کہ جب آنحضرت صلعم کے صریح فرمان "کاٹ دو" کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلعم کی رسالت کا اقرار قائم ہے۔ تو مسیح موعود کے ان الفاظ سے جو محض تالیف قلوب کے رنگ میں اور فریق ثانی کے مباحثہ سے گریز کو روکنے کی خاطر فرمائے گئے یہ نتیجہ نکالنا کہ گویا حضرت صاحب اپنے دعوی نبوت سے دست بردار ہو گئے ہیں کہاں تک صحیح ہے۔ بلکہ یہ تو ایک قسم کا حضرت جری اللہ پر خطرناک حملہ ہے۔ کہ حضورؑ مخالفین سے ڈر کر اپنے دعوی کو چھوڑ بیٹھے۔ حالانکہ اس تمام اقرار نامہ سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محض مخالفین کے ظاہری احساسات کو مدنظر رکھ کر سنت نبوی صلعم پر عمل فرمایا۔ ورنہ اگر حضرت صاحبؑ خود بھی لفظ نبی کو کاٹا ہوا سمجھتے تو اس کے بعد ۱۹۰۵ء یوم وصال تک نہ صرف خود حضرت صاحبؑ اس معاہدہ کے خلاف بجائے لفظ "محدث" کے "نبی اور رسول" استعمال فرماتے بلکہ مولوی محمد علی صاحب کو ۱۹۰۲ء میں ریویو کی ایڈیٹری کو شروع کرتے وقت خاص طور پر ہدایت فرما دیتے کہ دیکھ میرے لئے وہیں بجائے "محدث" کے "نبی" کا لفظ استعمال نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے ۱۸۹۲ء میں عبدالحکیم لاہوری سے معاہدہ کیا ہوا ہے۔ مگر مولوی صاحب موصوف جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی قلم مبارک سے کس آزادی اور جوش اور اخلاص سے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حق میں نبی اور رسول۔ پیغمبر آخر زمان برگزیدہ رسول۔ ہندوستان کا نبی۔ اس زمانہ کا نبی وغیرہ الفاظ بکثرت استعمال کرا کر ہم جیسے آئندہ آنے والے گم گشتگان راہ کے لئے رہبر بنایا۔

چار صفحات کا مطالبہ

مضمون لمبا ہوا جاتا ہے۔ اس لئے اب میں اسی پر اکتفا کرتا ہوا مولانا المکرم کے مجوزہ چار صفحات کے مقابلے میں چار ہی صفحات کا مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ۔ پہلے صفحہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سطر ہو گی۔ اور اس کے نیچے جناب مولوی محمد علی صاحب ایک سطر لکھدیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے یہ الفاظ مجھے منظور ہیں۔ آنحضرت صلعم کی وہ سطر کیا ہو گی۔ یہ وہ اقرار نامہ ہو گا۔ کہ آپؐ نے ایک جنگ کے موقعہ پر کفار کے ساتھ معاہدہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اور اس معاہدہ کے ساتھ ہی صلح ہو گئی تھی۔ اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ

"محمد کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو"

دوسرا صفحہ

جس پر مولوی محمد علی صاحب کی قادیانی لائف کے وہ حوالہ جات ہونگے۔ جس میں انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو بار بار بار بار "نبی اور رسول" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ نہ صرف یاد بلکہ دنیا کو للکار کر دعوت دی ہے۔ کہ اب اس برگزیدہ رسول کے چرنوں کے سوا اور کہیں نجات نہیں ؛

تیسرا صفحہ

اس پر مولانا المکرم کے چوٹی کے دوستوں میں سے جو اب ایڈی چوٹی کا زور لگا کر مولانا المکرم کی قلمی۔ قدمی۔ دمی۔ سخنی امداد کر رہے ہیں چند ایک مثلاً مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ خواجہ صاحب وغیرہ کے وہ الفاظ درج ہونگے۔ جن میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کر چکے ہیں ؛

چوتھا صفحہ

اگرچہ حضرت مولانا المکرم مدظلہ اپنی تجویز میں چار صفحات کا ذکر کر کے مضمون صرف تین صفحات میں تقسیم کر سکے ہیں۔ مگر میں ان کی تجویز کا احترام کرتے ہوئے چوتھے صفحہ کا صحیح مصرف پیش کر دیتا ہوں۔ کہ اس صفحہ پر ۱۹۰۶ء والے مولوی محمد علی صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل پیش کر کے "مسئلہ کفر و اسلام" کا تصفیہ بھی کر دیا جائیگا۔ اور وہ عبارت یہ ہو گی

The Ahmadiya movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism

یعنی سلسلہ احمدیہ کو مسلمانوں کے ساتھ وہی نسبت ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔ امید ہے۔ کہ اب مولانا موصوف اپنی تجویز کے مطابق خاکسار کی پیشکردہ اور فیصلہ کن تجویز پر جلد سے جلد عمل پیرا ہو کر فیصلہ کی آسان راہ پیدا کر دینگے ؛

دیرینہ نیازمند فخر الدین ملتانی ۳۰/۱/۲۹

ازہاق الباطل

(ایڈیٹر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا نبی

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۲)

سوال نمبر ۵۸۔ مصعبؓ مدینہ میں کہاں ٹھیرے اور انہوں نے کس طرح پر تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اور کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

جواب۔ مصعبؓ مدینہ میں اسعد بن زرارہ کے گھر جاکر ٹھہرے تھے۔ تبلیغ کے لئے مصعبؓ اور اسعدؓ و دیگر چند مسلمان جمع ہوئے۔ اور اس بات پر غور کیا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر میں اسلام کی منادی کیونکر ہو۔ ان دونو قبائل کے سعد بن معاذ و اُسید بن حضیر ان سردار تھے۔ ان کو جب اس مشورہ کا پتہ لگا۔ تو سعد بن معاذ نے اُسید سے کہا۔ کہ تم غفلت میں پڑے ہو۔ اور مصعب اور اسعد بن زرارہ ہمارے گھروں میں آکر ہمارے بیوقوفوں کو بہکاتے ہیں۔ تم جاؤ ان کو جھڑک دو۔ کہ ہمارے محلوں میں پھر کبھی نہ آئیں۔ اور سعد بن معاذ نے اسید سے کہا۔ کہ میں خود یہ بات ان سے کہدیتا۔ لیکن میں اسلئے خاموش ہوں۔ کہ اسعد میری خالہ کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر اپنا ہتھیار لے کر روانہ ہوا۔ اور مصعبؓ کے پاس آکر گالیاں دیتا رہا۔ کہ تم ہمارے احمق نادان لوگوں کو بہکاتے آتے ہو۔ مصعبؓ نے جواب دیا۔ آپ کچھ بیٹھ کر سن لیں۔ اگر ناپسند ہو تو اُسے چھوڑ دیں۔ اُسید نے یہ بات مان لی۔ جس پر حضرت مصعبؓ نے سنایا کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ جس پر اُسید نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد سعد بھی مصعبؓ سے ملے اور گالیاں دینی شروع کیں۔ اور کہا اگر تو میرا رشتہ دار نہ ہوتا۔ تو تمہاری کیا مجال تھی۔ کہ ہمارے محلہ میں چلے آتے۔ مصعبؓ نے سعد سے کہا۔ کہ آپ بیٹھ جائیں۔ اور ایک بات سُن لیں۔ پھر جو رائے ہو کریں۔ اسعد بیٹھ گیا۔ مصعبؓ نے اس کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کی۔ اور قرآن مجید بھی سنایا۔ جس پر سعد نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنے قبیلہ بنی عبدالاشہل میں آکر کہا کہ سنو خواہ کوئی مرد ہو یا عورت میں اُس سے بات کرنا حرام سمجھتا ہوں۔ جب تک کہ وہ خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے۔ اس کے کہنے کا یہ اثر ہوا۔ کہ تمام قبیلہ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گیا۔ اس طرح مصعبؓ کی تعلیم سے اسلام کا چرچہ تمام دیگر قبائل میں پھیل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگلے سال یعنی سنہ ۱۳ نبوت مسیحی ۶۲۳ عیسوی کو ۷۳ مرد اور دو عورتیں یثرب کے قافلہ میں مل کر مکہ آئے۔ اور ان کو مدینہ کے لوگوں نے اس لئے بھی بھیجا تھا۔ کہ وہ رسول اللہ صلعم کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دیں۔ اور نبی کریم صلعم سے منظوری حاصل کریں۔ یہ راست بازوں کا گروہ اس متبرک مقام پر جہاں دو سال سے شہر یثرب کے مشتاق حاضر ہوا کرتے تھے رات کی تاریکی میں پہنچ گیا۔ اور خدا کا برگزیدہ رسولؐ بھی اپنے چچا عباس کو ساتھ لئے ہوئے وہاں پہنچا۔ حضرت عباس نے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اس وقت ان لوگوں کو یہ کہا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کرنا سُرخ اور سیاہ لڑائیوں کو دعوت دینا ہے۔ جو کچھ کرو سوچ کر کرو۔ ورنہ بہتر ہے۔ کہ کچھ بھی نہ کرو۔ ان لوگوں نے عباس کو جواب نہ دیا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد فرمائیں۔ آنحضرت صلعم نے ان کو خدا کا کلام جو خدا کا انسان کی طرف پیغام تھا۔ پڑھ کر سنایا۔ ان لوگوں نے عرض کی۔ کہ حضور ہمارے شہر میں چل کر بسیں تاکہ ہمیں پورا پورا فیض حاصل ہو سکے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ کیا تم دین حق کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کروگے؟ دوسرے جب میں تمہارے شہر میں جا بسوں کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی مانند کروگے؟

ایمان والوں نے پوچھا اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ بہشت یعنی نجات اور خدا کی خوشنودی کا محل ہے۔ پھر ایمان والوں نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول ہماری یہ تسلی فرما دی جاوے کہ حضورؐ ہم کو کبھی چھوڑ تو نہ دینگے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا نہیں میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اس فقرہ سے عاشقانِ صداقت عجب سرور کے ساتھ بیعت اسلام کرنے لگے۔

سوال نمبر ۵۹۔ مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا کب حکم ہوا؟

جواب۔ جب مدینہ کے اکثر قبائل میں اسلام پھیل گیا۔ تو نبی کریم صلعم نے مسلمانوں کو مدینہ کو ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ سوائے ان کے جو بہت غریب تھے اور ہجرت کا انتظام نہ کر سکتے تھے۔ باقی سب مدینہ چلے گئے۔ محض رسول کریم صلعم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں رہ گئے۔

سوال نمبر ۶۰۔ آنحضرت صلعم نے کن حالات میں اور کس سال میں مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ اور آپ کے ہمراہ کون تھا؟

جواب۔ جب مسلمان مکہ میں گنتی کے رہ گئے۔ تو قریش مکہ نے کہا۔ کہ یہ موقعہ نبی کریم صلعم کے قتل کرنے کا بہتر ہے اور تدبیر قتل پر غور کرنے کے لئے دارالندوہ میں خفیہ اجلاس ہوا۔ مختلف تجاویز میں سے آخر ابوجہل کی تجویز پر سب نے اتفاق کیا۔ اور وہ تجویز یہ تھی۔ کہ حضورؐ کے گھر کو گھیر لیں۔ صبح کو جب حضورؐ نماز کے لئے نکلیں تو متفقہ طور پر ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک شخص جنہوں نے گھر کا محاصرہ کیا تھا حملہ کر کے نبی کریم صلعم فداہ نفسی کا کام تمام کر دیں۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق راتوں کو حضورؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مگر رسول کریم صلعم کو اس کا پتہ لگ گیا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ کہ آج میں مدینہ کو ہجرت کرنے والا ہوں۔ رات کو آپؓ میری جگہ پر سو رہیں (اللہ اکبر حضرت علیؓ کے لئے وہ کیسی مبارک ساعت تھی۔ کہ جس وقت نبی کریم صلعم نے اپنی زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ کو کس قدر خوشی ہوئی ہوگی) اور صبح کو لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ پہنچ جاویں۔ (جائے غور ہے۔ کہ ایک طرف دشمن جان لینے کے واسطے فکر میں ہے اور رسول کریم صلعم کو ان دشمنوں کی امانتیں واپس کرنے کا خیال ہے) حضرت علیؓ نے کمال محبت سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔ غرض رسول کریم صلعم رات کو اپنے گھر سے باطمینان محاصرہ کرنے والوں میں سے نکل کر حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابوبکرؓ کے ہاں پہنچے (غور کرنے والی طبیعت کے لئے محض اس قدر بات ہی کہ رسول کریم صلعم جانی دشمنوں کے سامنے تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر ان کو نظر نہیں آتے۔ تسلی کے لئے کافی ہے)۔

انسانی تدبیر کے مقابلہ میں اب الٰہی طاقت اور ربانی حمایت کو دیکھئے۔ کہ جب رات کو لوگوں نے نبی کریم صلعم کا گھر آگھیرا۔ اُس وقت خدا کے نبیؐ نے حضرت علیؓ سے کس وثوق الطمینان اور شاہانہ طرز پر فرمایا۔ کہ تم میرے بستر پر چادر لے کر سو رہو۔ ذرا فکر نہ کرنا۔ کوئی شخص تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر سنہ ۱۳ نبوت بروز پنجشنبہ ۱۲ ستمبر سنہ ۶۲۲ء کا ہے۔

سوال نمبر ۶۱۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے آنحضرت صلعم کب اور کس طرف تشریف لے گئے؟ مکہ سے روانگی کے وقت رسولِ کریم صلعم نے کیا الفاظ فرمائے؟

جواب۔ رسولِ کریم صلعم اُسی رات مع حضرت ابوبکرؓ چل پڑے۔ مکہ سے ۴-۵ میل کے فاصلہ پر کوہ ثور ہے۔ اس کی ایک غار میں قیام فرمایا۔ مکہ کو چھوڑتے ہوئے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے مکہ تو مجھے تمام دنیا سے عزیز ہے۔ مگر تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔

سوال نمبر ۶۲۔ صبح کو جب دشمنوں نے رسول کریم صلعم کی جگہ حضرت علیؓ کو پایا۔ تو مکہ والوں نے کیا کیا۔ اور کیا نتیجہ ہوا؟

جواب۔ صبح کو جب رسول کریم صلعم کی جگہ دشمنوں نے حضرت علیؓ کو پایا۔ تو سارا مکہ انتقام لینے کے لئے جوش میں آگیا۔ چاروں طرف لوگ حضور کی تلاش میں دوڑ گئے۔ جو آپؐ کو پکڑ کر لائے۔ اس کے لئے ایک سو اونٹ کا انعام مقرر کیا گیا۔ لوگ تلاش کرتے کرتے اس غار کے دہانہ پر جا پہنچے۔ جہاں پر رسول کریم صلعم اور حضرت ابوبکرؓ موجود تھے۔ ان کے پاؤں کی آہٹ سن کر حضرت ابوبکرؓ گھبرا کر کہنے لگے۔ اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کے نیچے ہی نظر کریں۔ تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ اس پر رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ یا ابابکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما۔ اے ابابکر کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ ہم دو ہیں ہم میں تیسرا اللہ ہے (اسی طرف قرآن مجید میں ذکر ہے۔ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا۔ ترجمہ جب منکرین خدا و رسول نے اسے (رسول کریم صلعم) گھر سے نکالدیا۔ دو ہی شخص تھے۔ جن میں سے دوسرے رسول تھے۔ جب وہ دونو غار میں گئے۔ تو اس وقت پیغمبر خدا نے اپنے رفیق کو کہا۔ کہ غم نہ کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے تب خدا نے ان پر سکینت نازل کی۔ اور انہیں ایسے لشکروں سے مدد دی۔ جو تمہیں نظر نہ آتے تھے۔

(خاکسار عبدالمجید طال)

فلاح حاصل کرنیکا دوسرا طریق

حقیقی نجات

(گذشتہ سے پیوستہ)

فلاح حاصل کرنیکا پہلا ذریعہ

حقیقی نجات حاصل کرنے کے لئے پہلا ذریعہ خدا تعالےٰ وراء الوراء ہستی کو ماننا ہے کیا یعنی کہ انسان خدا تعالےٰ کی ذات پر ایمان رکھے۔ اس کی تمام قدرتوں وصفات حسنیٰ پر صدق دل سے یقین رکھے۔ اور خدا تعالےٰ پر اعتقاد رکھنا ظاہر و غائب میں برابر ہو۔ خدا تعالےٰ کو ماننا کئی لحاظ سے ضروری ہے۔ (۱) خدا تعالےٰ ہی انسان کا خالق ہے (۲) خدا تعالےٰ ہی ایسے اعمال کی توفیق دینے والا ہے کہ جن اعمال پر کاربند ہونے سے حقیقی نجات مل سکتی ہے۔ (۳) چونکہ انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ وہ ذات باری عزّ اسمہ کو ملے۔ تو جب خدا تعالےٰ کے وجود پر اس کا ایمان و ایقان صحیح نہیں۔ تو فلاح کے حاصل کرنے کی جستجو کیسے کریگا (۴) حقیقی نجات دینا بھی خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ اگر اسے خدا تعالےٰ کی صفات پر ایمان نہیں۔ تو اُسے امید بھی نہیں ہوگی جب امید نہ ہوئی۔ تو وہ اعمال بجالانے میں اسباب کو کام لانے میں خلوص دلچسپی نہ دکھائے گا۔ پس ضروری ہے۔ کہ اوّل اس کا اعتقاد خدا تعالےٰ پر صحیح ہو۔ اس کی تمام صفات حسنہ کا تہ دل سے معترف ہو۔ اور ان صفات پر اس کا ایسا اعتقاد پختہ ہو۔ کہ خود دن بدن ان کا مظہر بنتا چلا جاوے۔ اور ہر روز خدا تعالےٰ کی طاقتوں اور صفات کا جلوہ مشاہدہ کرتا رہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ الذین یومنون بالغیب۔

فلاح حاصل کرنیکا تیسرا ذریعہ

خدا تعالےٰ کے احسانوں کو ہمیشہ یاد کرتا رہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے جو قویٰ اس کو عطا کئے ہیں۔ ان کو اللہ تعالےٰ کے شکریہ میں صرف کرتا رہے۔ قدرتی بات ہے۔ کہ ایک انسان جب دوسرے کا احسان مانیگا۔ بلکہ اس کے احسانات کی قدر کرتا ہوا شکر گذار ہوگا۔ تو محسن بندہ اس پر اور احسان کرے گا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی بھی شان ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کے احسانات کو انسان وردِ زبان بنا دے۔ اور ہر وقت اس کے انعامات اور رحمتوں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر اور انعام کرتا چلا جاویگا۔ حتیٰ کہ آخری انعام جس سے بڑھ کر اور کوئی انعام نہیں۔ اُسے وہ بھی حاصل ہو جاویگا۔ یعنی لقاء الٰہی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم۔

فلاح حاصل کرنیکا تیسرا ذریعہ

تیسرا ذریعہ کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ کی حمد عاجزی و ابتہال سے کرتا رہے۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت سے بھری ہوئی عبادت (جس کا سب سے بڑا رکن نماز ہے) ادا کرتا رہے۔ یا بالفاظ دیگر خدا تعالےٰ کی سچی بھگتی کرتا رہے۔ اور ہر وقت آستانہ الٰہی کو بوسہ دیتا رہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومن۔ یعنی نماز مومن کی ترقی کا زینہ ہے۔ جیسے ایک انسان سیڑھی پر چڑھتے چڑھتے آخر ایک وقت چھت پر پہنچ جاتا ہے۔ ویسے ہی مومن بندہ نماز کو پوری طرح بجالاتا ہوا عرش الٰہی جو منجملہ صفات کے ایک صفت ہے۔ اس تک پہنچ جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے واصل ہو جاتا ہے۔ اسی کی طرف بایں الفاظ ارشاد فرمایا۔ ویقیمون الصلوٰۃ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فلاح حاصل کرنیکا چوتھا ذریعہ

اللہ تعالےٰ نے جو قویٰ عطا کئے۔ انسان اگر ان قویٰ کو اُسی طریقہ سے جو اللہ تعالےٰ نے انہیں استعمال کرنے کا بیان کیا ہے استعمال کرتا رہے۔ تو نہ صرف خدا تعالےٰ خوش ہی ہوگا۔ بلکہ ان اعمال کے بہتر نتائج مرتب کرے گا۔ اور نتائج کو بار آور کریگا۔ اور اپنے ارشاد کے ماتحت ایک نیکی کا درجہ کئی گنا زیادہ دیتا ہوا اپنے فضلوں کی بارشیں نازل فرمائیگا اسی کی طرف اشارہ ہے ومما رزقناھم ینفقون۔ یعنی مال سے خرچ کرتے ہیں۔ علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یعنی بدنی قویٰ سے لوگوں کو فائدہ دیتے ہیں۔ غرضیکہ جو کچھ خدا تعالےٰ کے خزانہ سے ان کو ملا ہے۔ اس کو خدا کی راہ میں سچے خلوص و ایثار سے خرچ کرتے ہیں۔ اور محل اور موقعہ کے تناسب سے ہمیشہ مخلوق الٰہی کی ہمدردی میں مصروف کار رہتے ہیں۔

فلاح حاصل کرنیکا پانچواں ذریعہ

والذین یومنون بما انزل الیک کے جملے سے اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ وہ خدائی احکام کے لئے ایسے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ کہ نہ صرف وہ صداقتیں جو اے محمدؐ تجھ پر نازل ہوئیں ان پر ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ تجھ سے پہلے جو صداقتیں اتریں۔ ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے وقت میں حقہ و صحیح تھیں اور واجب العمل تھیں یعنی متقی وہ شخص ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کا وہ جاذب و وارث بن سکتا ہے۔ جو ہر صداقت کا قائل ہو۔ ان کا یہ یقین ہے۔ کہ جیسے خدا تعالےٰ پہلے عاشقوں کو اپنے دیدار سے مشرف کیا کرتا تھا۔ اور جیسے پیاسوں کو پہلے پانی ملتا تھا۔ اب بھی وہ ویسے ہی سیراب کرتا ہے۔ وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ اور ساتھ ہی خدائی صفات پر ان کو اتنا یقین ہے۔ اور مخلوق الٰہی کی پیاس کا خیال ہے۔ کہ وہ آئندہ کسی صداقت کے نازل ہونے پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اور ان کا ایمان ہے۔ کہ خدا تعالےٰ آئندہ بھی اپنے فضل سے لوگوں پر اپنی جلالی یا جمالی کا اظہار کریگا۔ اور اپنے منور چہرہ سے دوسروں کو منور کرے گا۔ یعنی وہ کلام الٰہی اور خدا تعالےٰ کی بشارتوں کو دیگر مذاہب کی طرح مخصوص ہی نہیں کرتے۔ یا اللہ تعالےٰ کی صفات کو تعطل کا رنگ نہیں دیتے۔ کہ پہلے بولتا ہے۔ اب نہیں بولے گا۔ یا اب بولتا ہے۔ تو بعد میں نہیں بولے گا۔ نہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ خدائی انعامات کے امیدوار رہتے ہیں۔ وقت کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے مختصر طور پر یہ پانچ ذرائع آپ حضرات کی خدمت میں بیان کر دیئے ہیں۔ ورنہ قرآن کریم نے اور ذرائع بھی بیان فرمائے ہیں۔ مسئلہ نجات کے متعلق ابھی کئی سوال حل طلب ہیں۔ جو قلت وقت کے ماتحت زیر بحث نہیں لائے گئے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

تعصب چھوڑ کر تدبر کرو

(۱)

اڑیسہ ضلع کٹک کے اردو رسالہ المنصور کے پہلے پرچہ میں اس کے مدیر مولوی ابوظفر محمد عمر صاحب سونگڑوی ذیل کے الفاظ میں اپنی قوم کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ اور اہل حق کی جماعت قوم کے اندر تلاش کرتے ہیں۔ کہ:۔

"یاد رکھو۔ جس قوم میں خوبیوں کی جانب ہدایت کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والی ہستیاں نہ ہوں۔ ہرگز اس قوم کو سعادت انسانی جسے نیک بختی دارین کہتے ہیں۔ حاصل نہیں ہو سکتی"

رفارمر قوم سید جمال الدین الحسنی الافغانی نے جن کے نام سے اخباری دنیا بخوبی واقف ہے۔ اخبار و رسالوں کے فوائد بیان کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا تھا ؎

لاسعادۃ لامۃ لیس لھا سائق
الی الفضائل ولا ناھیۃ عن الرذائل

جس قوم میں نیکیوں کی طرف بلانے والی اور گناہوں سے روکنے والی جماعت نہ ہو۔ ایسی قوم کو دین و دنیا کی سعادت سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ یہ ایک بالکل موٹی سی بات ہے۔ جس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ قرآن حکیم امت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کو کنتم خیر امت کیسا تھا اسی وجہ سے خطاب کر رہا ہے۔ ان میں اہل حق کی ہمیشہ ایک جماعت رہتی ہے۔ جو لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتی رہتی ہے۔ یعنی لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتی ہے۔ اور برائیوں سے روکتی ہے۔ پس ہم مسلمانوں کے خیر امم (تمام امتوں سے بہتر) ہونے کا اور ترقیوں کے حاصل کرنے کا زبردست سبب ہمارا امر بالمعروف یعنی فضائل کی جانب ہدایت کرنا اور نہی عن المنکر یعنی رذائل سے روکنا ہے۔ پھر اگر یہی صفت قوم سے جاتی رہی۔ تو سعادت حاصل کرنے کی کیا صورت؟" (بلفظہٖ)

اے ناظرین! دیکھئے مولوی صاحب مدیر المنصور کے منہ سے کیسی سچی بات نکل گئی۔ اور بے اختیار نکل گئی۔ جناب مدیر صاحب! یہی بات تو ہم کہتے ہیں کہ وہ جماعت ہمارے اندر موجود ہے۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہے۔ جو نیکیوں کی ہدایت کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے۔ وہ جماعت قوم کے اندر موجود ہے۔ جو داعی الی الحق ہے۔ اور جسے جماعت احمدیہ کہتے ہیں۔ آپ اتنا کیوں گھبراتے ہیں۔ آیئے اس جماعت کے ساتھ شامل ہو جایئے۔ پھر سعادت بھی آپ کو ملجائیگی اور صلاحیت کار راستہ بھی نظر آجائیگا۔ اور اگر دنیا کی محبت آپ کو اس جماعت کے ساتھ شامل ہونے سے روکتی ہے۔ تو پھر اپنی قوم سے اہل حق کا مطالبہ فضول ہے جبکہ آپ خود عمل کر کے نہیں دکھاتے۔ کیونکہ نہ ہی تو اسوقت آپ کے اندر سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی جماعت ہے۔ اور نہ ہی آپ لوگ ایسی جماعت پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اگر اہل حق کی جماعت آپ کے اندر نہیں ہے۔ تو آپ یقیناً بھٹک رہے ہیں۔ اور آپ کو کبھی سعادت نہیں ملسکتی۔ اور اگر کوئی جماعت ہے۔ تو اُسے مہربانی کر کے پیش کیجئے۔ مگر آپ پیش نہیں کر سکیں گے۔ پس تعصب چھوڑیئے اور تدبر کیجئے۔ کاش کہ آپکو خدا البصیرت بخشے +

مطلع مشرق سے نکلا نیر انصف النہار
آنکھ کھولو بھائیو اب بھی گیا کچھ بھی نہیں

(باقی آئندہ) (از مکرم محمد صفیع احمدی مبلغ اڑیسہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مینیجر دارالاسلام پریس قادیان میں سرقاسم علی مینیجر نے چھپوا کر شائع کیا)

دفتر فاروق کی قابل دید لاجواب کتابیں

اُمّت محمدیہ میں نبوّت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت محمدیہ میں نبوت کا ثبوت از روئے قرآن مجید اور احادیث نبوی اور آثار صحابہؓ اور بزرگان دین کی تحریرات سے دیکھنا چاہو۔ تو مندرجہ ذیل چار کتابوں کا سٹ منگا کر ملاحظہ کرو۔ اور آیت خاتم النبیین کی بحث اور غیر احمدیوں کے ان تمام اعتراضات کے جواب جو وہ نبوت کے متعلق سلسلہ احمدیہ پر کرتے ہیں۔ اور جن دلائل سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے ہونے کا استدلال کرتے ہیں۔ سب کی مکمل مفصل مدلل ناقابل تردید اور عام فہم بحث ان کتابوں میں پاؤ گے۔ جن کا کوئی جواب نہ پیغامیوں سے بن پڑا نہ غیر احمدی علماء و صوفیوں سے ہو سکا۔ اور وہ چار کتابیں یہ ہیں:۔

۱ النبوۃ فی خیر الامۃ ۸ر ۔ ختم نبوت کی حقیقت عمدہ
۲ النبوۃ فی الاحادیث ۶ر ۔ ۳ النبوۃ فی الالہام ۶ر

چاروں کتابوں کے یکمشت خریدار سے بجائے دو روپیہ پانچ آنہ کے صرف دو روپیہ قیمت علاوہ محصول ڈاک لیجائیگی۔

پانچ لاجواب کتابیں

التشریح الصحیح لالہامات مہدی و مسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن الہامات پر غیر احمدی علماء ہمیشہ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ ۲۹ ہیں۔ ان پر جتنے اعتراض ہوتے ہیں۔ ان کے دندان شکن جواب قرآن و حدیث و اقوال سلف اور خود حضرت مسیح موعودؑ سے دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایسی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی اس کا مطالعہ کرے اور اپنے پاس رکھے۔ تو انشاء اللہ دشمن کے ہر ایک حملہ سے محفوظ رہیگا۔ چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

جوابات عشرہ سوالات

اس کتاب میں غیر احمدیوں کے اُن دس سوالوں کا جواب جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرتے رہتے ہیں۔ پوری تفصیل سے دیا گیا ہے۔ وفات مسیح۔ دجال کی حقیقت وغیرہ بڑے اہم اور ضروری مسائل کا حل کیا گیا ہے۔ بڑی کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ہدایات زریں

یہ وہ بے نظیر کتاب ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے احمدی تبلیغ کرنے والوں کے لئے آب زر سے لکھنے کے قابل ہدایات فرمائی ہیں۔ ان ہدایات زریں میں تبلیغ کرنے کے طریقے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ نہایت خوبصورت لکھائی اور چھپائی سے اعلیٰ کاغذ لگا کر جیبی تقطیع پر چھپوائی گئی ہے۔ چونکہ ہر ایک احمدی تعلیم یافتہ سلسلہ کا مبلغ ہے اور تبلیغ کرنا اس کا فرض منصبی ہے۔ اس لئے اس کی ایک کاپی اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ اور ہمیشہ ان ہدایات کو زیر مطالعہ رکھکر تبلیغ کرنی چاہیئے۔ قیمت صرف ۵ر علاوہ محصول ڈاک ایک کاپی منگانے کے لئے صرف ۶ر کے ٹکٹ ڈاک بھیجیں۔

تنقید صحیح

اس کتاب میں بابی مذہب کی حقیقت اور بہاء اللہ کی اصلیت کھولکر بیان ہوئی ہے۔ بابیوں نے جو کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک فرضی مباحثہ قرار دیکر شائع کی تھی۔ اس کی لاجواب تردید ہے۔ جس میں بہاء اللہ کے دعوی کی بنیاد اکھاڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔ قیمت صرف ۸ر علاوہ محصول ڈاک۔

التنقید

مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے ایک رسالہ "قبر مسیح" کے متعلق لکھ کر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی۔ کہ مسیح موعودؑ کا فوت ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہونا ضروری ہے۔ اس کی عقل و نقل اور مشاہدہ اور واقعات سے ایسی تردید کی گئی ہے۔ کہ سیالکوٹی یا کسی دیگر اس کے حمایتی کو مجال جواب نہیں۔ اس میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ محلہ خان یار سرینگر والی قبر مسیح ناصری کی ہی قبر ہے۔ جس سے ابراہیم نے بیدلیل انکار کیا ہے۔ قیمت صرف ۳ر ایک نسخہ منگانے والے صرف ۴ر کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ان پانچ کتابوں کی مجموعی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ یکمشت پانچوں کے خریدار کو صرف دو روپیہ میں ملیں گی۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

تحفہ مسترپان

یہ وہ کاری حربہ ہے۔ جس نے مسترپان شین سیویاں قادیان کے فتنہ کی مکمل تاریخ اور ان کے ارتداد کے صحیح واقعات اور ان کے مطالبہ مباہلہ اور حلف کی بیہودگی کا ناقابل تردید جواب قرآن مجید اور سنت رسول اور کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عقلی دلائل سے دے کر مسترپوں کی اصلیت طشت از بام کر دی ہے۔ جس جگہ ان مرتدین خلافت اور پیغامیوں کے آلہ کار مسترپان شین سیویاں کا کوئی اشتہار یا اخبار یا چرچا ہو۔ وہاں فوراً اس "تحفہ مسترپان" کو پہنچا دو۔ پھر دیکھ لو کہ ان کے سارے منصوبے خاک میں ملجاتے ہیں۔ قیمتہً فی نسخہ ۵ر۔ ایک روپیہ کے چار نسخے۔ ایک نسخہ کے واسطے ۶ر کے ٹکٹ ڈاک ارسال کریں۔

دیگر کتابیں

احمدیہ پاکٹ بک

یہ جیبی تقطیع پر ایک بڑی زبردست کتاب ہے۔ جس میں تمام اندرونی اور بیرونی دشمنان و مخالفین کے مذاہب کی تردید میں مکمل دلائل جمع کر دیئے ہیں۔ اور صداقت مسیح موعود اور وفات مسیح کے پورے ثبوت معہ حوالجات لکھدیئے ہیں۔ آریوں شیوں۔ غیر احمدیوں۔ سکھوں۔ عیسائیوں بابیوں وغیرھم کے رد کیلئے ہر ایک احمدی تعلیم یافتہ اس حربے کو ہر وقت اپنی پاکٹ میں رکھے۔ قیمت مجلد صرف ایکروپیہ علاوہ محصول ڈاک ملنے کا پتہ۔ مینیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب